شمارہ:30

ماہانہ خبر نامہ

انجمن خدّام القرآن

سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

جولائی 2021ء ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

فرمان الٰہی و فرمان نبوی ﷺ

اداریہ

عشرہ ذی الحجہ اور عیدالاضحیٰ (فضائل واعمال)

عظمت وعزیمت کا کوہِ گراں

آئینہ رومی رحمۃ اللہ علیہ

انجمن خدّام القرآن سندھ کے تحت جاری تدریسی سرگرمیاں

شعبہ سمع وبصر

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال کراچی۔ فون نمبر: 7-34993436-021

فرمان الٰہی

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ (سورۃ الحج:37)

ترجمہ:

اللہ تک نہ تو ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون، لیکن اس تک پہنچتا ہے تمہاری طرف سے تقویٰ اسی طرح اس نے انھیں تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی تکبیر کیا کرو اس ہدایت پر جو اس نے تمہیں بخشی ہے اور (اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!) محسنین کو بشارت دے دیجیے۔

تشریح:

قربانی کا اصل فلسفہ یہی ہے، بلکہ ہر عبادت کا فلسفہ یہی ہے۔ کسی بھی عبادت کا ایک ظاہری پہلو یا ڈھانچہ ہے اور ایک اس کی روح ہے۔ ظاہری ڈھانچہ اپنی جگہ اہم ہے اور وہ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اس عبادت کا بجالانا ممکن نہیں، لیکن یہ ظاہری پیکر اصل دین اور اصل مقصود نہیں ہے۔ کسی بھی عبادت سے اصل مقصود اس کی روح ہے۔ اسی نکتہ کو علامہ اقبالؒ نے ان اشعار میں واضح کیا ہے:

رہ گئی رسم اذاں، روحِ بلالیؓ نہ رہی فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالیؒ نہ رہی

اور

نماز و روزہ و قربانی و حج یہ سب باقی ہیں، تو باقی نہیں ہے!

چنانچہ قربانی کا اصل مقصود ہمارے دلوں کا تقویٰ اور اخلاص ہے۔ اللہ کے ہاں جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص قربانی دے رہا ہے وہ اپنی معمول کی زندگی میں اس کی نافرمانی سے کتنا ڈرتا ہے؟ وہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں اللہ کے احکام و قوانین کا کس قدر پابند ہے؟ کس قدر وہ اپنی توانائیاں، اپنی صلاحیتیں اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کر رہا ہے؟ کیا قربانی کے جانور کا اہتمام اس نے رزق حلال سے کیا ہے؟ اس قربانی کے پیچھے اس کا جذبہ اطاعت وایثار کس قدر کارفرما ہے؟ یہ اور اسی نوعیت کی دوسری شرائط جو قربانی کی اصل روح اور تقویٰ کا تعین کرتی ہیں اگر موجود ہیں تو امید رکھنی چاہیے کہ قربانی اللہ کے حضور قابل قبول ہوگی۔ لیکن اگر یہ سب کچھ نہیں تو ٹھیک ہے آپ نے گوشت کھالیا، کچھ غریبوں کو بھی اس میں سے حصہ مل گیا، اس کے علاوہ شاید قربانی سے اور کچھ فائدہ حاصل نہ ہو۔

''كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ''

مسلمان سال میں دو عیدیں مناتے ہیں۔ ایک عید الفطر ہے جو روزوں کے بعد آتی ہے اور دوسری عید الاضحیٰ جو حج کے ساتھ منسلک ہے۔ اس ضمن میں یہ نکتہ لائق توجہ ہے کہ سورۃ البقرۃ کے ۲۳ویں رکوع میں روزوں کے ذکر کے بعد بھی بالکل یہی حکم وارد ہوا ہے: (وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) ''تاکہ تم لوگ اللہ کی تکبیر بیان کرو اس ہدایت پر جس سے اس نے تمہیں سرفراز کیا ہے اور تاکہ تم شکر ادا کیا کرو''۔ یعنی دونوں مواقع پر اللہ کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اس کی

کبریائی کااظہار کرنے کی خصوصی ہدایت کی گئی ہے۔اسی لیے عیدین کی نمازوں کے لیے آتے جاتے تکبیریں پڑھنے کی تاکید احادیث میں ملتی ہے اور عیدین کی نمازوں کے اندر بھی اضافی تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔

''﴿وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾''

محسنین سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام 'ایمان اور تقویٰ کی منزلیں طے کرتے ہوئے درجہ احسان تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کی توفیق سے اس درجہ کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ ! اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ ! اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ ! **آمین، ثم آمین**

بیان القرآن: از ڈاکٹر اسرار **احمد** رحمۃ اللہ علیہ

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيْ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ علیہ السلام قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

ترجمہ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان قربانیوں کی حقیقت اور تاریخ کیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمھارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لیے اس میں کیا اجر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے۔ عرض کی گئی کہ کیا اون کا بھی یہی حساب ہے فرمایا ہاں اون والے جانور کا اجر بھی یہی ہے کہ اس کے ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے۔

معارف الحدیث: مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زندگی نام ہے قربانی کا

اداریہ

قارئین محترم!   السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

امیدِ وافر بذاتِ غافر ہے کہ خبر نامہ انجمن ماہِ جولائی 2021ء کا یہ شمارہ آپ کو، آپ کی اور آپ کے اہل خانہ کی سلامتی صحت اور ایمان کی بہترین کیفیت کے ساتھ موصول ہوگا۔ آمین

قارئین محترم! ایک مسلمان کے لیے قربانی معروف معنی میں اللہ کے جلیل القدر پیغمبر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ اللہ کا وہ نبی جس کو آزمائشوں کی بھٹیوں سے گزارا گیا اور وہ ہر آزمائش میں پورا اترا۔ جس کے عوض اسے خلیل اللہ، امام الناس اور ابوالانبیاء کے اعزاز عطا ہوئے۔ اسی نبیؑ کی سنت کے احیاء کے لیے مسلمان ہر سال قربانی کی سنت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

قربانی کے اس کینوس کو پھیلا کر دیکھا جائے تو یہ منظر سامنے آئے گا کہ ایک مسلمان کی تو پوری زندگی ہی قربانیوں کی ایک طویل داستان ہے۔ اس میں کئی بار اپنے احساسات، جذبات اور نظریات کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ سماجی سطح پر ماں باپ اولاد کے لیے اور اولاد ماں باپ کی خاطر طرح طرح کی قربانیاں دیتے ہیں، کبھی اپنی خواہشات، مفادات اور اپنے حقوق کے گلے پر چھری پھیرنا پڑتی ہے۔ اس دنیا میں کوئی کسی کا حق دینا نہیں چاہتا، اپنے حقوق سب کو یاد رہتے ہیں۔ پھر بھی دوسروں کے لیے اپنے حقوق قربان کر دینے والے اعلیٰ ظرفی کی مثال رقم کرتے ہیں۔ وطن عزیز میں اتحاد باہمی کے طور پر انفرادی حقوق کو قربان کر دینے اور اجتماعیت کے مفادات اور اس کی فلاح کو ترجیح دینا بھی قربانی ہی کی ایک قسم ہے۔ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنے مال، جان اور اوقات کی قربانی دینا بھی بڑی سعادت ہے۔ اس سے گریز کم از کم ایک مسلمان کے لیے تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس راہ میں اگر جان کا نذرانہ بھی دینا پڑے تو یہ قربانی کا اعلیٰ درجہ ہے۔

قربانیوں کا یہ سلسلہ ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کی قربانی سے شروع ہوا تھا اور اس دنیا کی بساط لپیٹے جانے تک اسی طرح جاری رہے گا۔ حق کے لیے آواز اٹھانے والے اللہ کے ولی اپنا کام کرتے رہیں گے، باطل کی قربان گاہوں میں اپنی گردنیں کٹا کر شہادت کے مرتبے پر فائز ہوں گے اور باطل کے چہرے اس کی ظلمت و بربریت سے سیاہ ہوتے رہیں گے۔ قربانیاں اگر حق کی خاطر ہوں تو وہ کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔ خونِ ناحق اپنا اصل رنگ ضرور دکھاتا ہے۔ ظالم اگر ظلم کرنے سے نہیں تھکتا تو اللہ کے مومن بندے آوازِ حق بلند کرنے سے باز نہیں آتے۔

انسانی تاریخ حق و باطل کی اسی پنجہ آزمائی کی سبق آموز داستان ہے۔ اگرچہ باطل بادی النظر میں غالب نظر آتا ہے مگر انجام کار غلبہ حق کا ہی ہوتا ہے۔ اس تاخیر میں قدرت کی کچھ حکمتیں کار فرما ہوتی ہیں اور کچھ اپنی کوتاہیاں اور غفلتیں شامل ہوتی ہیں۔ اللہ ہمیں اپنی کوتاہیاں دور کر کے پوری مستعدی کے ساتھ غلبہ دین کی جدوجہد کرنے والا بنائے اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کا جذبہ اور شوق ہم سب میں پیدا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیرِ تعلیم، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

عشرہ ذی الحجہ اور عید الاضحیٰ فضائل و اعمال

عاطف محمود

ناظم تعلیم قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

دین اسلام میں اللہ رب العزت نے بہت سی عبادات کا ایک مستقل نظام رکھا ہے جس میں ہر عبادت ایک مستقل مقصد رکھتی ہے جب کہ ان کا آپس میں بھی بڑا گہرا ربط و تعلق ہے۔ان عبادات میں ایک اہم عبادت عید الاضحی کے موقع پر قربانی بھی ہے۔یہ عبادت ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں رکھی گئی ہے ان ایام کے خاص فضائل قرآن وسنت میں بیان ہوئے ہیں۔اگر ہم ان عبادات کا آپس میں ربط و تعلق دیکھیں تو علماء نے اس کی کئی توجیہات بیان کی ہیں جن سے ان عبادات کے تسلسل کی حکمت معلوم ہوتی ہے ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ رمضان المبارک میں فرض روزوں کی عبادت مقرر کی گئی جس کے اختتام پر عید الفطر رکھی گئی ہے۔اس کے بعد محترم مہینوں کا آغاز ہوتا ہے جس میں حج اور قربانی جیسی عظیم الشان عبادات رکھی گئیں ہیں اور اس کے ساتھ ہی عید الاضحی کا تہوار بھی ہے۔

ذی الحجہ کے مہینے کے ابتدائی دس دنوں کی انتہائی اہمیت وفضیلت قرآن وسنت میں وارد ہوئی ہے جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین یہ بحث بھی ملتی ہے کہ آیا رمضان المبارک کا آخری عشرہ زیادہ افضل ہے یا ذی الحجہ کا پہلا عشرہ زیادہ افضل ہے اگرچہ اس پر اتفاق ہے کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ بقیہ تمام ایام سے افضل ہے کیونکہ اس میں لیلۃ القدر جیسی عظیم رات واقع ہوئی ہے البتہ یہاں عشرہ ذی الحجہ کی اہمیت بتانا مقصود ہے کہ اس کا تقابل رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی اہمیت وفضیلت کی بابت قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (سورۃ الفجر آیت ۱تا۲)

قسم ہے فجر کے وقت کی۔اور دس راتوں کی

ان آیات میں جو دس راتوں کی قسم کھائی گئی ہے اس میں تقریباً مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ بعض مفسرین نے اس آیت سے خاص ذوالحجہ کی صبح مراد لی ہے،اور دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کے مہینے کی پہلی دس راتیں ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی تقدس عطا فرمایا ہے،اور اس میں عبادت کا بہت ثواب ہے۔اسی طرح احادیث نبویہ میں بھی ان دس دنوں کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَعَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنْ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ (مسند أحمد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کو ان ایام سے زیادہ کوئی دن پسندیدہ اور محبوب نہیں ہیں پس ان دنوں میں لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد اللہ کا ورد کثرت سے کیا کرو۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ (سنن أبي داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں نیک عمل اللہ کے یہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ کیا جہاد بھی ان کے برابر نہیں؟ آپ نے ﷺ نے فرمایاہاں مگر وہ شخص جو جان ومال لے کر جہاد کے لیے نکلے اور پھر ان میں کوئی بھی واپس نہ آئے یعنی جان ومال قربان کر دے۔

احادیث سے یہ بات سامنے آئی کہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ خاص فضیلت اور عظمت کا حامل ہے اس لیے اس عشرہ میں بقیہ دنوں کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے چاہیں اور وہ کسی بھی نوعیت کے اعمال ہو سکتے ہیں البتہ احادیث سے ان ایام میں کچھ خاص اعمال کا تذکرہ بھی ملتا ہے جیسا کہ اوپر ذکر کردہ حدیث سے یہ بات سامنے آئی کہ ان دنوں میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے اور اس میں لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمدللہ کے ورد کا مستقل اہتمام کیا جائے مزید اعمال کے لیے درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ القَدْرِ (سنن الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے دنوں کے روزہ کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر اور ان دنوں کی ایک رات کی عبادت کا ثواب شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں علماء فرماتے ہیں کہ ذی الحجہ کے ابتدائی 8 دنوں میں روزے رکھنا مستحب ہے۔ جس کا اجر وثواب سال بھر روزے رکھنے کے برابر ہے اسی طرح ان دنوں میں رات کی عبادت کا ثواب شب قدر کے برابر ہے۔

إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ (صحیح مسلم

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے بال اور ناخن تراشنے سے رکا رہے۔

اس حدیث کی روشنی میں علماء فرماتے ہیں کہ ذی الحجہ کے چاند نظر آنے سے لے کر قربانی کرنے تک ناخن اور بال نہیں تراشنے چاہیں اور یہ عمل مستحب ہے یعنی اگر کوئی ناخن یا بال تراش لے گا تو گناہ گار نہیں ہو گا البتہ ثواب سے محروم ہو جائے گا اور اس عمل کی حکمت یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کے ذریعے سے حجاج کے ساتھ نسبت قائم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بھی ان دنوں میں ان افعال سے رکے ہوئے ہوتے ہیں۔ حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بھی ان دنوں میں بال اور ناخن تراشنے سے رکا رہے تو اسے بھی اللہ رب العزت کی جانب سے ثواب عطا ہو گا۔ کیونکہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ یارسول

اللہ ﷺ میں قربانی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نہ ناخن کاٹو اور نہ بال کاٹو جب لوگ قربانی پیش کردیں تو تم اپنے ناخن اور بال کاٹ لینا تمہارے لیے یہی قربانی ہو جائے گی۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ (سنن ابی داؤد)

رسول اللہ ﷺ 9 ذی الحجہ اور عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں مجھے اللہ سے امید ہے کہ یہ روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہوں (صغیرہ) کا کفارہ بن جائے گا۔

ان دو احادیث سے یہ بات سامنے آئی کہ 9 ذی الحجہ کا روزہ رکھنا مسنون عمل ہے اور یہ روزہ گزشتہ ایک سال اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

اسی طرح عرفہ کے دن یعنی 9 ذی الحجہ کی فجر سے 13 ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد قدرے بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھنا واجب ہے۔ خواتین آہستہ آواز کے ساتھ پڑھیں گی۔ خواتین گھر میں نمایاں جگہ پر کارڈ وغیرہ پر لکھ کر آویزاں کرلیں تاکہ یاد رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں بازار کی طرف نکل جاتے اور (لوگوں کو تکبیرات کی طرف متوجہ کرنے کے لیے) تکبیرات پڑھتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیرات پڑھتے۔ (صحیح بخاری)

دس ذی الحجہ کے دن اللہ رب العزت کو قربانی کرنے سے زیادہ کوئی عمل پسندیدہ نہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ إِنَّهَا لَتَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَرْضِ فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا (سنن الترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 10 ذی الحجہ کے دن اللہ رب العزت کو بندوں کے اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ عمل جانور کا خون بہانا ہے اور یہ قربانی کے جانور کل قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں کے ساتھ لائے جائیں گے اور قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت کا درجہ پا لیتا ہے پس خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔

یہ چند اعمال ہیں کہ جو ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں اللہ رب العزت کو انتہائی محبوب اور پسندیدہ ہیں ان اعمال میں سے اہم ترین عمل قربانی کا عمل ہے قربانی کا حکم، اہمیت، فضیلت اور حکمت کا تذکرہ اللہ رب العزت نے سورۃ الحج کی آیات 34 تا 37 میں فرمایا ہے۔ آیت نمبر 34 میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ (سورۃ الحج ۳۴)

اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی اس غرض کے لیے مقرر کی ہے کہ وہ ان مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ لہذا تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، چنانچہ تم اسی کی فرمانبرداری کرو، اور خوشخبری سنادو ان لوگوں کو جن کے دل اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔

اس آیت سے یہ بات سامنے آئی کہ اللہ رب العزت نے ہر امت کے لیے قربانی کی عبادت مقرر فرمائی تھی۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبادت قدیم ترین عبادات میں سے ہے کیونکہ اس عبادت کا تذکرہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل کے قصے میں ملتا ہے چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ (سورۃ المائدہ ۲۷)

اور (اے پیغمبر) ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناؤ۔ جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تھی، اور ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی، اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اس (دوسرے نے پہلے سے) کہا کہ: میں تجھے قتل کر ڈالوں گا۔ پہلے نے کہا کہ اللہ تو ان لوگوں سے (قربانی) قبول کرتا ہے جو متقی ہوں۔

روایات میں ہے کہ ہابیل نے ایک دنبہ قربان کیا اور قابیل نے کچھ زرعی پیداوار پیش کی، اس وقت قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے ایک آگ آکر قربانی کو کھا جاتی تھی، ہابیل کی قربانی کو آگ نے کھا لیا اور اس طرح اس کی قربانی واضح طور پر قبول ہو گئی اور قابیل کی قربانی وہیں پڑی رہ گئی، جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ قبول نہیں ہوئی۔

دوسری بات سورۃ الحج کی مذکورہ آیت سے یہ سامنے آئی کہ قربانی کی صورت بھی اللہ تعالیٰ نے متعین کر دی اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے نام پر جانوروں میں سے مویشیوں کو ذبح کیا جائے گا۔ اس حکم پر منکرین حدیث اعتراض اٹھاتے ہیں کہ ان قربانیوں سے بہت سارا پیسہ ضائع ہوتا ہے لہذا اس کے بجائے یہ پیسہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے لگایا جائے۔ اللہ رب العزت کو معلوم تھا کہ بعد میں کچھ لوگ قربانی پر یہ اعتراض کریں گے چنانچہ اللہ نے آگے فرمایا کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے لہذا اس کی بات مانو یعنی قربانی کی جو صورت اللہ رب العزت نے متعین کر دی ہے اسی صورت سے قربانی کی عبادت ادا ہو گی یہ نہیں ہو سکتا کہ قربانی کے پیسوں سے لوگوں کی فلاح و بہبود کے کام کیے جائیں اس کے لیے اللہ نے زکوۃ جیسی اہم عبادت متعین کی ہے اور اس کے علاوہ صدقات و خیرات کے ذریعے یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ قربانی کی عبادت پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ یہ صرف حج کے ساتھ یعنی حجاج کے ساتھ خاص ہے بقیہ لوگوں پر یہ قربانی فرض نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں آکر ہر سال قربانی کی گویا اس کا تعلق صرف حج کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ جو قربانی کے نصاب کو پہنچ رہا ہو گا اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ قربانی پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس سے قربانی کا گوشت ضائع ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے ضائع ہونے کا امکان توحج کے موقع پر ہوتا ہے کہ وہاں بڑی تعداد میں قربانی ہوتی ہے اور اس گوشت کو اگر بروقت استعمال نہ کیا جائے تو ضائع ہو سکتا ہے دوسری بات یہ کہ اب حج کے موقع کی قربانیوں کا گوشت بھی بر وقت مستحقین تک پہنچا دیا جاتا ہے اور تیسری بات یہ کہ قربانی کا تو اب ایک ایک جز مختلف کاموں میں بحسن خوبی استعمال ہو جاتا ہے لہذا یہ اعتراض بھی بالکل عبث ہے۔

تیسری بات سورۃ الحج کی مذکورہ آیت میں یہ بیان ہوئی کہ اے نبی ﷺ سر تسلیم خم کر دینے والوں کو خوشخبری سنا دیں اور اس آیت میں ما قبل قربانی کا حکم بیان ہو چکا ہے گویا کہ بتایا جا رہا ہے کہ جو اللہ کے اس حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے قربانی کرتے ہیں ان کے لیے بشارت ہے اور جو اللہ کے اس حکم کے خلاف اپنی عقل کو ترجیح دیتے ہیں ان کے لیے بشارت نہیں ہے۔ مزید یہ کہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ عظیم سنت ہے جو انہوں نے اپنے رب کے حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دے کر ادا کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُسوہ قرآن حکیم میں ان الفاظ میں وارد ہوا ہے:

اذقال لہ ربہ أسلم قال أسلمت لرب العالمین (سورۃ البقرۃ 131)

جب ان (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے رب نے ان سے کہا کہ اللہ کی فرماں برداری اختیار کرو تو انہوں نے کہا کہ میں نے تمام جہان والوں کے رب کی فرماں برداری اختیار کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مختلف آزمائشوں سے گزارا اور انہوں نے اللہ کے حکم پر سب کچھ قربان کر دیا چنانچہ باپ کی محبت کی قربانی دی، قوم کی محبت کی قربانی دی، بیوی اور بچے کی محبت کو بھی اللہ کے حکم کے آگے قربان کر دیا اور ان تمام امتحانات میں سب سے کڑا امتحان یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بھی قربانی کرنے سے دریغ نہیں کیا کہ جس پر قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام پیش کیا اس سے بڑی سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو سلام پیش کرے۔ بہر حال یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسی سنت کی پیروی میں مسلمان ادا کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب میں قربانی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

قربانی کے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ اللہ رب العزت کو 10 ذی الحجہ کے دن قربانی کرنے سے افضل اور کوئی عمل نہیں ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے وعید کے انداز میں بیان فرمایا کہ جو شخص قربانی کی طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عید گاہ میں بھی نہ آئے۔

سورۃ الحج کی آیت نمبر 37 میں اللہ رب العزت نے قربانی کی حکمت اور اس کی روح کا تذکرہ بھی فرمادیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ

اللہ کو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قربانی کا اصل مقصد تقویٰ کا حصول ہے اور تقویٰ سے مراد ہے کہ اللہ کی مرضی اور حکم کے سامنے اپنی مرضی کو قربان کر دیا جائے۔ اور یہی حاصل قابیل اور ہابیل کے واقعے سے بھی سامنے آتا ہے کہ جس میں ہابیل نے قابیل سے کہا تھا انما یتقبل اللہ من المتقین بے شک اللہ رب العزت متقین کی قربانی کو قبول فرماتا ہے۔ قربانی میں تقویٰ یہ ہے کہ قربانی رزقِ حلال سے کی جائے، اس میں دکھاوے کا عنصر نہ ہو، نیت یہ ہو کہ اللہ رب العزت کے حکم پر اس کی خوشنودی کے لیے قربانی کر رہا ہوں۔ قربانی سے خدانخواستہ لوگوں کی واہ واہ مطلوب نہ ہو کہ کتنا بڑا اور مہنگا جانور یہ صاحب لے کر آئے ہیں اگر یہ نیت ہو گی تو ظاہر سی بات ہے کہ قربانی کی رسم تو ادا ہو جائے گی لیکن اس کی روح اور اصل مقصد حاصل نہ ہو سکے گا۔ اور اہم ترین بات یہ کہ قربانی کے حکم کے آگے جس طرح سر تسلیم خم کیا اسی طرح قربانی کرتے ہوئے یہ جذبہ بھی ہو کہ اللہ رب العزت کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم ہو گا یہ نہ ہو کہ قربانی تو کر لی لیکن نمازیں پڑھنے کے لیے تیار نہیں۔ اللہ رب العزت کے بقیہ احکامات کو بجالانے کے لیے تیار نہیں۔

"قربانی ہر مسلمان عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی یا اُس کی قیمت کا مال، اُس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد ہو۔ یہ مال خواہ سونا، چاندی یا اُس کے زیورات ہوں یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ"

(شامی بحوالہ و ترجمہ از مفتی شفیع صاحبؒ ص ۴۰)

اس عبارت کی روشنی میں قربانی مندرجہ ذیل امور کے ساتھ واجب ہو جاتی ہے:

- جس پر صدقۂ فطر واجب ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے۔
- جس پر زکوٰۃ فرض ہے اُس پر قربانی واجب ہے مگر ضروری نہیں کہ جس پر قربانی واجب ہو اُس پر زکوٰۃ بھی فرض ہو۔ (سکھروی صاحب)
- اس پر سال گزرنا بھی شرط نہیں۔
- اگر جانور لے لیا تو اب قربانی واجب ہو گئی۔

قربانی کے جانور کے لیے قرآن مجید میں بھیمۃ الانعام یعنی چوپائے کا لفظ آیا ہے۔ فقہاء اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑا، دنبہ، دنبی شامل ہیں۔ یعنی ان جانوروں کی قربانی کی جائے گی تو قربانی کی عبادت ادا ہو سکے گی۔ اسی طرح گائے اور اونٹ میں سات حصے جب کہ بکرے اور دنبہ میں صرف ایک کی جانب سے قربانی ہو سکتی ہے۔ اور اس مسئلہ کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ قربانی میں شریک تمام افراد کی نیت اللہ کا تقرب یعنی اللہ کی خوشنودی مطلوب ہو محض گوشت کھانے کی نیت نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ تمام افراد صحیح عقیدہ کے حامل ہوں اور تمام افراد جن پیسوں سے قربانی کر رہے ہوں وہ حلال کے ہوں۔ اگر یہ شرائط نہ پائی جائیں تو کسی کی بھی قربانی قبول نہیں ہو گی۔ قربانی کے جانور کی شرائط میں اس کی عمر بھی ہے۔ گائے، بیل، بھینس کی عمر کم از کم دو سال ہونا ضروری ہے، جب کہ اونٹ کی عمر کم از کم پانچ سال ہونا ضروری ہے بقیہ جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح قربانی کی صحت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جانور عیب دار نہ ہو اور اس کے عیوب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ایک آنکھ سے کانا نہ ہو، کان یا کوئی اور عضو ایک تہائی سے زیادہ کٹا ہوا نہ ہو، سینگ بالکل جڑ سے نہ ٹوٹا ہوا ہو، ایسا لنگڑا نہ ہو کہ اپنا ایک پاؤں زمین پر ہی نہ رکھ سکتا ہو، اتنا کمزور نہ ہو کہ ہڈیوں کا گودا ہی ختم ہو گیا ہو۔

قربانی کرنے کا اتفاقی وقت دس ذی الحجہ کے دن نماز عید کے بعد سے لے کر بارہ ذی الحجہ کی مغرب تک ہے۔ البتہ بعض علماء کے نزدیک تیرہ ذی الحجہ کو بھی قربانی کر سکتے ہیں۔ جس پر قربانی واجب ہو اور وہ کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکے تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ قربانی کے آداب میں سے یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رخ لٹایا جائے اور چھری پہلے ہی سے تیز کر لی جائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھری پھیری جائے ان الفاظ کو ضرور ادا کیا جائے البتہ اگر کوئی یہ الفاظ کہنا بھول جائے تب بھی قربانی درست ہو جائے گی لیکن اگر جان بوجھ کر یہ الفاظ نہ پڑھے جائیں تو قربانی نہیں ہو گی۔ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا مستحب ہے ایک حصہ رشتہ داروں کے لیے، دوسرا حصہ غریب و مساکین کے لیے جب کہ تیسرا حصہ گھر والوں کے لیے۔ سارا گوشت اگر خود بھی استعمال کرنا چاہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ قربانی کی کھال خود استعمال کرنا جائز ہے۔ البتہ فروخت کر کے اس کے پیسے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح قصائی کو مزدوری میں کھال دینا بھی جائز نہیں ہے۔ اگر کھال کسی وجہ سے ضائع ہو جائے تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ قربانی کی کھال اسے دی جا سکتی ہے جو مستحق زکوۃ ہے۔ قربانی کی کھال کو مسجد یا مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں لگانا جائز نہیں ہے۔

عظمت و عزیمت کا کوہِ گراں

راحیل گوہر صدیقی

کسی بھی دین کو الہامی دین کے طور پر ماننے کے لیے دو ہی دلائل تسلیم کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اسے حسی اور عقلی پیمانے پر ناپا جائے اور دوسرے نقلی روایات اپنے تاریخی تسلسل کے ساتھ اس کا ٹھوس ثبوت فراہم کرتی ہوں کہ یہ مذکورہ دین اللہ تعالیٰ ہی کے احکام و فرامین اور حق و صداقت پر مبنی ہے۔ اگر یہ دونوں اہم امور انسان کے فکر و عمل سے خارج ہیں تو وہ کوئی اور دین تو ہو سکتا ہے دینِ الٰہی نہیں ہو سکتا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ و عز و جل نے قلبِ سلیم اور فطرتِ صحیحہ سے نوازا تھا۔ اگرچہ آپ کی پوری زندگی ابتلا و آزمائش سے عبارت ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ میں آزمایشوں اور امتحانات کا سورج نصف النہار پر رہا۔ قرآن حکیم میں اپنے اس بندے پر ڈالی آزمایشوں کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے:

''اور جب ابراہیم کو ان کے ربّ نے کئی باتوں میں آزمایا تو وہ ان پر پورے اترے''۔ (البقرہ)

از روئے قرآن حکیم اس حیاتِ دنیوی کی غرض و غایت ہی امتحان ہے۔ ارشاد باریٔ تعالیٰ ہے:

''(اللہ) وہی ہے جس نے موت اور زندگی کو اس لیے پیدا کیا کہ تمھیں آزمائے کہ تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔'' (الملک)

اس امر کی اہمیت کے پیشِ نظر ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

''ہم نے انسان کو (مرد اور عورت) کے ملے جلے نطفے سے پیدا کیا، تاکہ ہم انھیں آزمائیں، پھر اس کو سننے اور دیکھنے والا بنا دیا۔'' (الدہر)

اس کائنات میں بنی نوعِ آدم کی فوز و فلاح اور نجاتِ اخروی ربِّ ذوالجلال کی حقیقی معرفت اور اس کی رضا و خوشنودی میں مضمر ہے۔ چناں چہ اللہ نے انسان کو سماعت و بصارت، عقل و فہم اور فراست و دانش مندی استعداد و صلاحیتوں سے بہرہ ور فرما کر ابتلا و آزمائش کی بھٹی میں جھونک دیا ہے تاکہ کھرا اور کھوٹا سامنے آجائے۔ اب ایک طرف تو اپنے خالقِ حقیقی کی محبت، پرستش اور اطاعت اور فرماں برداری کے پر زور تقاضے ہیں تو دوسری جانب اس دنیا کی زیب و زینت، مرغوباتِ نفس، عیش و طرب کے دلآویز لمحات پیروں کی زنجیریں بنے رہتے ہیں۔ اب اس رسہ کشی کا زور کس طرف زیادہ ہوتا ہے، بس یہی انسان کا اصل امتحان ہے۔ بقولِ داغ دہلوی۔

رخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں

اِدھر آتا ہے دیکھیں یا اُدھر جاتا ہے پروانہ

انسان کی تخلیقی کیفیت کے بارے میں تو رسول کریم ﷺ کا قول مبارک ہے:

"ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، مجوسی اور نصرانی بنا دیتے ہیں"۔ (بخاری، ابوداؤد)

چناں چہ یہ فطرت سلیمہ ہی ہے جس کی صحت کا قدرت کو امتحان مقصود ہے۔ اور انسان کی عقل و خرد اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ اور ان ہی دو زاویوں سے انسان کے حوصلہ و ہمت، اس کی عزیمت اور اس کی سیرت و کردار کی پختگی کا صحیح اندازہ قائم ہوتا ہے۔ چناں چہ سیدنا ابراہیمؑ کو ان ہی دو پہلوؤں کی کٹھن آزمائشوں سے گزارا گیا۔

سیدنا ابراہیمؑ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ پوری طرح شرک کی دبیز چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ بت پرستی ستارہ پرستی اور مظاہر پرستی کا ایک ایسا فسوں طاری تھا جس کے زیرِ اثر ان کی قوم حق و باطل کی تمیز ہی کھو بیٹھی تھی۔ ملک میں ایک مطلق العنان بادشاہ مسلط تھا، جو خدائی دعویدار تھا۔ گویا عقائد کا شرک اور اس کا عملی ظہور دونوں عروج پر تھے۔ فسق و فجور کی اس گھٹاٹوپ تاریکی میں نورِ توحید کا کوئی ٹمٹماتا ہوا دیا بھی تا حدِ نگاہ نظر نہیں آتا تھا۔

کفر و الحاد اور تقلیدِ آباء کے اس ماحول میں سیدنا ابراہیمؑ نے نعرۂ حق بلند کیا کہ:

"بلاشبہ میں نے اپنا چہرہ اسی کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔" (الانعام)

اس نعرہ کی گونج اس معبودِ باطل کے ایوانوں سے ٹکرائی تو ایک ہلچل سی مچ گئی۔ کفر و الحاد کے اس بحرِ مردار میں جوار بھاٹا آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کے اس نعرۂ رندانہ کی پذیرائی فرمائی کہ:

"جب وہ آیا (ابراہیم علیہ السلام) اپنے ربّ کے پاس ایک قلبِ سلیم کے ساتھ، گویا فراست و دانشمندی اور ذہنِ رسا کے اس امتحان میں سرخروئی حاصل ہو گی۔ مگر خالقِ کائنات کو ابھی اپنے خلیل کے کچھ امتحان اور بھی درکار تھے۔

عجیب کیفیت تھی ایک طرف گمراہیوں اور شرک کی کثافتوں میں لتھڑا پورا معاشرہ، اور ایک مربوط نظام قائم ہے جس کی جڑیں اس بھٹکی ہوئی قوم کی فکر و نظر میں مرتسم ہیں، اس باطل نظام کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنا ایک فردِ واحد کے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ لیکن قوتِ ایمانی، عزمِ مصمم، جذبۂ جنوں اور ذوقِ یقیں دل میں اجاگر ہو تو منزل آسان ہو جاتی ہے۔ راہ میں آئے پہاڑ بھی خس و خاشاک کی مانند ہو جاتے ہیں۔ ع "جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں"۔

انجام کار نظامِ باطل کے ٹھیکے داروں اور بگڑے ہوئے معاشرے کی مجلسِ شوریٰ نے "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق اللہ کے خلیل ابراہیمؑ کو آگ کے ایک بڑے الاؤ میں پھینک کر اور جلا کر بھسم کر دینے کا حتمی فیصلہ کر لیا۔ زندگی سے محروم کر دینے والی اس لرزہ خیز خبر سے بھی اس بطلِ جلیل کے پائے استقامت میں کوئی لرزش نہیں آئی۔ محبتِ الٰہی کی اس بلند پروازی اور جذب کی اس کیفیت سے عقل بھی حیران و ششدر رہ گئی۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

آگ سے دہکتے ہوئے الاؤ میں ابراہیمؑ کو پھینک دیا گیا۔ صداقت آمیز محبت اور عرفانِ الٰہی کی انوار و برکات کی بارش نے آگ سے دہکتے ہوئے الاؤ کو ٹھنڈک اور سلامتی والا سبزہ زار بنا دیا۔ بدن کو راحت اور انبساط کی نرمی نے حیاتِ نو عطا کی تو ابراہیمؑ نے اپنے منعمِ حقیقی سے اپنی اگلی منزل کی طرف بڑھنے کا اظہار کیا۔ "میں اپنے ربّ کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، یقیناً وہ میری رہنمائی کرے گا۔ (الصافات 99)

اس طرح سیدنا ابراہیمؑ نے گھر، خاندان، دوست اور اپنے آباؤ اجداد کی سرزمین کو خیر باد کہا اور اپنے مادرِ وطن کو اشک بار آنکھوں سے دیکھتے اور شیشۂ دل کو ریزہ ریزہ کرتے ہوئے ان دیکھی منزل اور اور انجانی راہوں پر چل پڑے۔ بس ایک ہی سودا دل میں سمایا ہوا تھا کہ توحید کا کلمہ دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ جائے۔ اس راہ گراں میں صحرا بہ صحرا خاک چھانتے ہوئے انہیں یہ بھی احساس نہ ہوا کہ پیرانہ سالی آکاس بیل کی طرح ان کے وجود پر چھانے لگی ہے۔ جب اس حقیقت کا ادراک ہوا تو ایک ہی فکر نے ذہن میں انگڑائی لی کہ میری زندگی کا سورج غروب ہونے کے بعد اس توحیدِ فکری اور عملی مشن کو کون آگے بڑھائے گا۔ ''نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے۔'' اپنی زندگی کی محدودیت اور اپنے مشن کی لامحدودیت کا شعوری احساس ذہن کے افق پر مزید گہرا ہونے لگا تو بے اختیار ایک دعا نوکِ زبان پر آ گئی۔

''اے میرے ربّ! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔'' (الصافات 100)

شاید وہ ساعت قبولیت کی تھی، دعا قبول ہوئی اور ستاسی برس کی عمر میں اللہ نے ایک نیک اور صالح بیٹا عطا کیا، جسے خود اللہ نے غلام حلیم قرار دیا۔ لیکن جن کے رتبے بلند ہوتے ہیں ان پر آزمائشیں بھی بھاری ڈالی جاتی ہیں۔ بیٹا بچپن کی معصوم ساعتیں گزار کر جوانی کی دہلیز پر پہنچا اور اس قابل ہوا کہ باپ کے مشن میں اور ان کی جہدِ مسلسل میں دست و بازو بنے کہ ایک اور قولِ ثقیل نازل ہوا کہ ''اپنے لختِ جگر کو اللہ کی راہ میں قربان کر دو''، مگر جس کی پوری زندگی آزمائیشوں کی چکیوں میں پستے گزری ہو، اس کے پائے استقلال میں بھلا کیونکر لغزش آ سکتی تھی۔ وہ تو صبر و ہمت کا کوہِ گراں تھا اسے کون ہلا سکتا تھا۔ دوسری جانب بیٹا بھی باپ کی طرح صبر و استقامت اور فرماں برداری کا پیکر تھا۔ اس نے باپ سے کہا: ابا جان! آپ اپنے ربّ کے حکم کی تعمیل کریں میں اپنی جان قربان کرنے کو حاضر ہوں۔

بوڑھے باپ نے اپنے جواں سال اکلوتے بیٹے پر چھری چلا دی، مگر اللہ کو بیٹے کی قربانی نہیں بلکہ بوڑھے باپ کا یہ کڑا امتحان لینا مقصود تھا۔ بیٹے کی جگہ ایک مینڈھا ذبح ہو گیا۔ اور مینڈھے کی قربانی بطور فدیہ قبول ہوئی۔ اسی کی یادگار کے طور پر قیامت تک جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ دراز کر دیا گیا۔ یہ ہے حبّ الٰہی اور اطاعت و فرماں برداری کی ایک چشم کشا تصویر اور ایمان و یقین کی گہرائی کے ساتھ تصدیق بالقلب کی صحیح تعبیر۔

ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے امام الناس، ابوالانبیاء اور خلیل اللہ کے خطاب سے نوازا ہے، اس لیے کہ ان کی حیاتِ طیبہ میں ایثار و قربانی ربّ کی اطاعت اور خود سپردگی اور عزم و حاصلے کی بے مثال داستان موجود ہے۔ جو نہ صرف امت مسلمہ کے ہر فرد بلکہ پورے عالم انسانیت کے لیے بہترین اسوہ ہے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے

لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

تدریسی سرگرمیاں

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں 30 مئی بروز اتوار رجوع الی القرآن کورس کی تکمیل کرنے والے طلبہ وطالبات کی تقریب تقسیم اسناد کا اہتمام کیا گیا کراچی کے تمام اداروں کے اساتذہ اور طلبہ وطالبات نے شرکت کی۔ 31 مئی سے الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس کے اٹھائیسویں بیچ کا آغاز ہوا جس میں 79 طلبہ اور 31 طالبات شامل ہیں جبکہ آن لائن بھی باقاعدہ یہ کورس جاری ہے جس میں 240 داخلے ہوئے۔ الحمدللہ۔ ان شاءاللہ 30 جون سے شعبہ خواتین میں سورۃ یوسف کا مطالعہ بعنوان ''احسن القصص'' شروع ہوگا جس کے اوقات 3:30 تا 5:00 بجے پیر اور بدھ ہوں گے۔ دوران ماہ مسجد میں سات تقاریب نکاح منعقد ہوئیں جبکہ 5 خطبات جمعہ منعقد ہوئے۔ جن میں ''ارکان اسلام کی اہمیت'' حصہ اول و دوم ''نماز جمعہ کی اہمیت وحقیقت''۔ ''اسلام میں رسومات کی اہمیت اور حکمت'' اور عائلی زندگی کے احکام اور ان کی فضیلت'' کے موضوعات پر خطاب ہوئے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں رجوع الی القرآن کورس میں تدریس الحمدللہ جاری ہے سیکشن اے میں 63 طلبہ اور 91 طالبات شامل ہیں جبکہ سیکشن بی میں 41 طلبہ کورس میں شامل ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس سال دوم میں 34 حضرات اور 18 خواتین شامل ہیں۔ مسجد جامع القرآن میں ہر جمعہ بعد نماز عشاء دورۂ ترجمہ قرآن اور روزانہ بعد نماز ظہر درس قرآن اور بعد نماز عصر درس حدیث کا اہتمام ہوتا ہے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

قرآن اکیڈمی کورنگی میں رجوع الی القرآن کورس میں تدریس الحمدللہ جاری ہے 30 حضرات اور 44 خواتین کورس میں شریک ہیں۔ مدرسۃ القرآن للبنین والبنات میں تدریس کا عمل الحمدللہ جاری ہے۔ شعبہ خواتین کے تحت ماہانہ درس قرآن ''رمضان المبارک کے بعد زندگی پر تبدیلی اور اثرات'' کے موضوع پر منعقد ہوا۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس میں تدریس کا عمل جاری ہے 41 حضرات اور 38 خواتین کورس میں شریک ہیں۔ تعارفی نشست میں مدیر ادارہ نے شرکاء کورس کے سامنے انجمن خدّام القرآن اور رجوع الی القرآن کورس کا تعارف پیش کیا۔ مسجد میں نماز فجر کے بعد بھی تذکیر بالقرآن کی محفل کا انعقاد

جاری ہے۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ حاصل کر رہے ہیں۔ شام کے اوقات میں مختصر دورانیہ کے کورسز جاری ہیں جن میں عربی گرامر، تجوید اور دورہ ترجمہ قرآن شامل ہیں۔ مسجد میں مدرسہ القرآن برائے قائدہ وناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے۔ روزانہ کی ترتیب میں اصلاحی خطبات بعد نماز ظہر اور درس حدیث بعد نماز عصر منعقد ہو رہے ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدرآباد میں رجوع الی القرآن کورس میں الحمدللہ تدریس کا آغاز ہو چکا ہے جس میں 30 حضرات اور 40 خواتین کورس میں شریک ہیں ۔ مدرسۃ القرآن برائے قائدہ وناظرہ کے تحت ظہر تا عصر بچوں کے لیے قائدہ وناظرہ قرآن کا اہتمام ہے جبکہ بالغان کے لیے مغرب تا عشاء ناظرہ قرآن کا اہتمام ہے۔ شام کے اوقات میں دینیات کورس کے عنوان سے پیر تا جمعرات حضرات کے لیے شارٹ کورس کا آغاز کیا جارہا ہے جس کے مضامین میں (آسان عربی گرامر)، (بنیادی دینی عقائد)، (منتخب نصاب)، (طہارت اور نماز کے مسائل)، (سیرت النبی ﷺ) اور (نماز اور آخری 20 سورتوں کا ترجمہ) شامل ہیں۔ 15 روزہ درس حدیث کا بھی الحمدللہ آغاز کیا گیا ہے جس میں مدرس کے فرائض مفتی سعود الرحمٰن صاحب انجام دے رہے ہیں۔ 24 جون بروز جمعرات سابقہ رجوع الی القرآن کی تکمیل کرنے والے طلبہ وطالبات کے لیے تقریب تقسیم اسناد کا اہتمام کیا گیا۔ 18 طلبہ میں اسناد و تحائف تقسیم کیے گئے۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

قرآن اکیڈمی کورنگی کے زیر انتظام ''دی ہوپ اسلامک اسکول'' میں اساتذہ کی ضرورت ہے۔

حکمت و دانش

توبہ بغیر صبر کے ممکن نہیں، یعنی کسی فرض کا بجالانا اور کسی معصیت کا ترک کر دینا بغیر صبر کے ممکن نہیں۔ چناں چہ صحابہ کرامؓ نے جب رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان صبر کا نام ہے۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ صبر ایمان کا نصف حصہ ہے۔ صبر کی فضیلت کا سب سے بڑا مقام یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ستّر مقامات سے زیادہ صبر کا ذکر فرمایا ہے اور تقرب جو سب سے بڑا درجہ ہے اس کو صبر پر موقوف رکھا ہے۔ یہاں تک کہ راہِ دین کی امامت اور سروری کو بھی صبر پر ہی مبنی قرار دیا ہے۔ صبر انسان کا خاصّہ ہے (جو نوع انسانی کے ساتھ مخصوص ہے) جانوروں میں صبر کی صفت نہیں ہوتی کیوں کہ وہ ناقص ہیں اور انسان کامل ہے۔ بحوالہ: کیمیائے سعادت از امام محمد غزالی ؒ

خصوصی محاضرات

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد: گزشتہ ماہ ''فضیلت علم''اور ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' کے عنوانات پر خصوصی لیکچرز ہوئے، ناظم تعلیم قرآن اکیڈمی یٰسین آباد استاذ عاطف محمود صاحب اور مدیر قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر جناب استاذ ڈاکٹر انوار علی صاحب نے تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی: گزشتہ ماہ ''فضیلت علم''اور ''تنظیم الاوقات'' کے موضوعات پر رواں ماہ خصوصی محاضرات منعقد ہوئے۔عامر خان صاحب اور مدیر تعلیم انجمن خدّام القرآن سندھ جناب ڈاکٹر الیاس صاحب نے تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر: گزشتہ ماہ ''نظام الاوقات''اور ''فضیلت علم'' کے موضوعات پر خصوصی لیکچرز منعقد ہوئے۔

آئینہ رومیؒ

گفت پیغمبر ہر آں کو سرِ نُہفت

زود گردد بامرادِ خویش جفت

دانہ چوں اندر زمیں پنہاں شود

بعد ازاں سر سبزی بُستاں شود

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ (پیغمبر ﷺ) کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے اپنا راز چھپایا، بہت جلد اپنی مراد سے وابستہ ہوا۔ دانہ جب زمین میں چھپتا ہے اس کے بعد باغ کی سرسبزی (کا سبب) بنتا ہے۔

تشریح: ''چوں کہ راز ظاہر ہو جانے پر مخالفوں کو مخالفت کا موقع مل جاتا ہے اور کامیابی دشوار ہو جاتی ہے۔ زمین میں بیج پوشیدہ ہوتا ہے تب سرسبز و شاداب ہو کر ابھرتا ہے۔''

بحوالہ: ہست قرآں درزبانِ پہلوی از مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ

شعبۂ سمع و بصر

قرآن فورم:

قرآن فورم کے عنوان سے جاری ٹاک شو میٹرو وَن نیوز چینل پر ہر جمعہ دوپہر 1 بجے نشر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی کے آفیشل فیس بک پیج اور یوٹیوب چینل پر بھی ہر ہفتہ رات 8 بجے باقاعدگی سے اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔ ماہِ جون 2021ء میں رمضان المبارک کے بعد درج ذیل موضوع پر پروگرام ریکارڈ کیے گئے:

مجلسی برائیاں (سورۃ الحجرات آیت 11 کی روشنی میں)— حصہ دوم

گھر میں داخل ہونے کے آداب (سورۃ الاحزاب آیت 53 کی روشنی میں)

گھر میں داخل ہونے کے آداب (سورۃ النور آیات 27 تا 29)— حصہ دوم

تذکیر ... برائے رفقائے تنظیمِ اسلامی

رفقائے تنظیم اسلامی کے لیے جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی جانب سے "تذکیر" کے عنوان سے مختصر پیغام پر مشتمل ویڈیوز کے سلسلہ میں گزشتہ ماہ رفقائے تنظیمِ اسلامی کے مطلوبہ اوصاف کے ضمن میں گزشتہ ماہ درجِ ذیل موضوعات پر ویڈیوز ریکارڈ کر کے مرکز ارسال کی گئیں:

ساتواں وصف: "مطالعۂ لٹریچر اور نظم کی پابندی"

آٹھواں وصف: "اختلاف کے حقوق اور آداب"

بیرونِ ملک رفقاء کے ساتھ آن لائن نشست:

6 جون 2021 کو امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی بیرونِ ملک رفقاء کے ساتھ تقریباً 1 گھنٹہ پر مشتمل ایک آن لائن نشست کا اہتمام کیا گیا۔

پالیسی اسٹیٹمنٹ:

امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی درجِ ذیل عنوانات پر پالیسی اسٹیٹمنٹ کی ویڈیو ریکارڈنگز تیار کر کے مرکز تنظیمِ اسلامی کو ارسال کی گئیں:

پالیسی اسٹیٹمنٹ (5 جون 2021ء): ملالہ کا اسلام کے معاشرتی نظام پر حملہ

پالیسی اسٹیٹمنٹ (25 جون 2021ء): عریانی و فحاشی جنسی درندگی کی ترغیب دیتی ہیں

متفرق ویڈیو پیغامات:

گھریلو اُسرہ کے عنوان کے تحت مورخہ 12 جون 2021ء کو امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی 15 منٹ پر مشتمل گفتگو کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی اور مرکز ارسال کی گئی۔

خطباتِ جمعہ:

ماہِ جون 2021ء میں جامع مسجد شادمان میں خطابِ عید الفطر کے علاوہ درجِ ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز مرکز ارسال کی گئیں:

دجالی تہذیب کا اسلامی معاشرت پر حملہ

موت و قیامت برحق! ہمارا طرزِ عمل؟

واقعۂ شقِ قمر--- کشاکشِ حق و باطل

تکذیب و نفس پرستی کی مذمت--- قضائے رب پر راضی رہنے کی ترغیب

روشنی(ریڈیو پاکستان):

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

آیت بہ آیت آڈیوز برائے قرآن میڈیا پلیئر:

قرآن میڈیا پلیئر میں محترم جناب عارف رشید صاحب کے دورۂ ترجمۂ قرآن کو شامل کرنے کے لیے 110 گھنٹوں پر مشتمل دورۂ ترجمۂ قرآن کی ریکارڈنگز میں سے آیت بہ آیت آڈیوز کو علیحدہ کرنے کا کام جاری ہے۔

اغراض و مقاصد انجمن خدام القرآن، سندھ، کراچی

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تا کہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج؛

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق؛

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت؛

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔